ڈاکٹر یونس جاوید کا تصور عورت بحوالہ؛ میں ایک زندہ عورت ہوں

ڈاکٹر منزہ مبین، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، ویمن یونیورسٹی صوابی
ڈاکٹر نقیب احمد جانؔ، ایسوسی ایٹ پروفیسر، صدر شعبہ اُردو، ویمن یونیورسٹی صوابی

ABSTRACT:

Dr. Younus Javed has different ideology of Woman than conventional conception. Instead of presenting Woman in a conventional gender discriminatory way, he shows a Woman as a normal human being having emotions of happiness, bereavement, self-respect, jealousy, antagonism, vengeance, etc, and all other emotions. His fictive collection, *"Mein aik zinda aurt hun"* published in 2004, is reflecting a woman who is appearing in limelight in a way despite prevailing social discriminatory attitude, suffocation and social inequalities. Dr. Younus javed in his writing rightly presented passions of woman. His concept of woman is quite different. In short he highlighted intellectual presentation of woman besides her physical presentation.

Keywords: Younus Javed, Feminism, Feminist, Short Story,

کلیدی الفاظ: یونس جاوید، فیمنزم، تانیثیت، افسانہ، عورت

ابتداء ہی سے تصور عورت ایک متنازعہ موضوع رہا ہے۔ یہ موضوع قدیم ہونے کے باوجود بہت وسیع ہے۔ عورت کی ذات پر ہر عہد میں لکھا جاتا رہا ہے۔ ہر عہد میں مفکرین، مصلحین، مبلغین، ناقدین نے عورت پر بہت کچھ تحریر کیا لیکن عورت سمجھ میں نہ آنے والی ایک بڑی حقیقت ہے۔ ایک ایسی حقیقت جسے صرف اور صرف تصور کی آنکھ سے ہی دیکھا اور پرکھا جاتا رہا ہے۔ عورت خداوند و تعالیٰ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ انسانیت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہے کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ زبان نے اس کی سوچ سمجھ، جذبات و خیالات کو اظہار کی صلاحیت کو دوام بخشا ہے۔ جب سے انسانی تاریخ کو قلمبند کرنے کے تصور نے جنم لیا تب سے تاریخی صفحات پر مرد غالب نظر آتا ہے۔ کائنات میں عورت اور مرد بنیادی اکائی کی صورت میں موجود ہیں۔ عورت معاشرے کا فعال حصہ تھی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ مردوں کے معاشرے کا لازمی حصہ تھی۔ گورڈن چائلڈ کا اس حوالے سے کہنا ہے کہ

> تہذیب کی ابتدا عورتوں نے کی۔ وہ اناج اگاتی تھیں۔ اسے پیستی تھیں۔ روٹی پکاتی تھیں۔ دھاگہ بنانے کے فن سے بھی انہیں واقفیت تھی۔ جس سے لباس تیار کرتی تھیں۔ برتن اور زیورات بھی تیار کرتی تھیں غرض ہر وہ کام کرتی تھیں جس سے گھریلو خوبصورتی پیدا ہو۔ جبکہ ہر مرد زراعت کے لیے زمین تیار کرتا اور شکار کرتا تھا ہتھیار بناتا تھا۔(۱)

انسانی شعور میں اس وقت بیداری پیدا ہوئی جب زراعت میں ترقی ہونے کے باعث زندگی کو محفوظ تصور کیا جانے لگا۔ ذہنی انقلاب کے اس مرحلے پر ہی بچے کی پیدائش میں مرد کو اپنے کردار، طاقت و قوت کا ادراک ہوا۔ چنانچہ اس نے بچوں کو اپنا نام دیا، وارث بنایا، عورت کی اہمیت اب بھی قائم تھی۔ لیکن اب وہ دیوی نہیں صرف مرد کے بچوں کی ماں تھی۔ اس حوالے سے کارل مارکس کے اس نظریہ کے درست ہونے کا اشارہ ملتا ہے کہ ”زرعی دور کے آغاز وارتقاء، باغ، کھیتوں کی ملکیت ہونے سے عورت کی پست و کمتر حیثیت کا بہت گہرا تعلق ہے۔“ اسی تناظر میں مرد نے بچوں پر قانونی قبضہ کر کے عورت کو بالکل بے دست و پا کر دیا تھا اور اس کی حیثیت ایک دایہ اور خادمہ کی رہ گئی تھی۔ فہمیدہ ریاض اس تناظر میں لکھتی ہیں کہ

> جب معاشرہ عورت کی عقل و دانش کی نفی کرتا ہے تو اسے فیصلہ سازی میں شامل نہیں کرتا۔ اسے اختیارات نہیں دیتا۔ ایسے معاشرے میں عورت کی حیثیت بھیڑ بکریوں اور گایوں کی ہوتی ہے جن کو انسان کچھ فائدہ اٹھانے کے لیے پالتا ضرور ہے لیکن انہیں وہ اپنا جیسا نہ سمجھ سکتا ہے اور نہ ان سے برابری کا سلوک کر سکتا ہے۔(۲)

مرد نے اپنے قلم کی نوک سے ٹھوس حقیقت کو کچھ ایسا رنگ دیا اور عورت کا وہی روپ پیش کیا جیسا کہ از خود وہ دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ تحریری زمانے کے وجود میں آنے تک سماج مکمل طور پر مردانہ ہو چکا تھا۔ جب یورپ میں صنعتی انقلاب برپا ہوا تو عورت کی حیثیت میں تبدیلی آنا شروع ہوئی۔ انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی ابتداء میں عورتوں کے مسائل اور ان کے استحصال کے خلاف باقاعدہ احتجاج کیا جانے لگا اور یہی وہ اہم دور ہے جب ہمیں ”تانیثیت“ بطور منضبط تحریک کے طور پر نظر آتی ہے۔ اس تحریک میں موضوع عورت مرد کی برابری کا نہیں تھا بلکہ یہ بھی نقطہ اٹھایا گیا کہ صرف برابری

ہی استحصال سے آزادی نہیں بلکہ گھر اور گھر سے باہر کی زندگی میں بھی خود مختاری اور اپنی منشاء کے مطابق زندگی گزارنا۔ روڈا ریڈوک نے اس حوالے سے لکھا کہ

> ''تانیثیت کے معنی عورتوں کا گھر کے اندر، کام کرنے کی جگہوں اور سماج میں ہو رہے جبر و استحصال کے خلاف مہم کی تبلیغ کرنا اور عورتوں و مردوں کی اجتماعی کاوشوں کے ذریعے موجودہ حالات کے خلاف ضروری اقدامات کرنا ہے''۔(۳)

تانیثیت کی تحریک کے علمبرداروں نے عورت کے معاشرتی مقام و مرتبہ اور غیر امتیازی سلوک کے حوالے سے بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ جہاں عورت کے استحصال اور اس پر مسلط جبر کے خلاف خواتین و مرد افسانہ نگاروں نے لکھا وہیں کچھ ایسے افسانہ نگار بھی نظر آتے ہیں جنھوں نے عورت کی قوت و طاقت کو ابھارا اور جابجا اس کا اظہار اپنی تحریروں میں کیا ہے۔ان نمائندہ ادیبوں میں ڈاکٹر یونس جاوید کا نام خصوصی وقعت و اہمیت کا حامل ہے۔ڈاکٹر یونس جاوید نے ناول، افسانے، شاعری، ڈرامہ غرض ہر صنف میں طبع آزمائی کی اور ادب میں نمایاں مقام پایا ہے۔یونس جاوید کے فکشن میں منٹو جیسی باغیانہ سوچ پائی جاتی ہے۔ لیکن سوچ کا وہ عنصر جو منٹو اور یونس جاوید کے ہاں تفریق کا سبب بنتا ہے۔وہ یہ ہے کہ منٹو کے تصور عورت میں ''عورت کی روح معصوم ہے'' جبکہ یونس جاوید کے ہاں عورت جنس مرد کی طرح ''انسان'' ہے۔ان دونوں کے کردار افعال واعمال، جذبات واحساسات، معمولات کو وہ بحیثیت ''انسان'' اور بحیثیت منصف مشاہدہ کرتے ہیں نہ کہ صرف جنسی و طبقاتی تفاوت کی بنا پر نفسیاتی جائزہ پیش کرتے ہیں۔ڈاکٹر یونس جاوید کے ہاں عورت کا تصور روایتی تصور کے بر خلاف نظر آتا ہے۔ان کی تحریروں میں عورت اپنے استحصال کے باوجود طاقت و قوت کے علمبردار کی حیثیت سے ابھرتی ہوئی نظر آتی ہے۔بقول ڈاکٹر یونس جاوید ''میرا اسلوب اور انداز ''میں ایک زندہ عورت ہوں'' کے افسانوں سے تبدیل دھائی دیا مگر اس میں عورت کے مختلف شیڈز جو میرا مشاہدہ ہیں۔میں نے پینٹ نہیں کیے خود پورٹریٹ بنتے گئے۔''(۴)ان کے افسانوی مجموعہ ''میں ایک زندہ عورت ہوں''(۲۰۰۴ء)میں عورت معاشرتی غیر امتیازی سلوک، گھٹن، سماجی ناہمواریوں کے باوجود اپنی الگ شناخت اور زندگی سے بھرپور توانائیوں کے ساتھ منظر عام پر آتی ہے۔ بقول ڈاکٹر سعادت سعید

> یونس جاوید نے سماج کی معروضی حقیقتوں کو کردار کی صورت حال کا حصہ بنا کر پیش کیا ہے۔اس سیاق وسباق میں ان کے افسانے نے کئی سطحوں پر معنوی پھیلاؤ کے حامل ہو

جاتے ہیں۔یونس جاوید کے افسانے ''یہی عورت ہے''،عورت بھی کیا شے ہے''، ''ناری کتھا''، ''سبز آنکھوں والی لڑکی'' وغیرہ اسکی بہترین دلیل ہیں۔''(۵)

ڈاکٹر یونس جاوید نے زیر مطالعہ افسانوی مجموعہ میں جدید صنعتی معاشرے کے نتیجے میں ہونے والے سماجی، معاشی و معاشرتی تغیرات کو اپنے کرداروں کے زریعے پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔انہوں نے جدید معاشرے میں عورت، عورت کی سماجی حیثیت اور اسکی نفسیات کو اجاگر کیا ہے۔ اس مجموعے میں کل چودہ افسانے ہیں۔اس کا پہلا افسانہ ''میں ایک زندہ عورت ہوں'' تین حصوں (ناری کتھا، میں ہوں اپنی شکست کی آواز، بند گلی،) پر مشتمل ہے۔اس افسانے میں ڈاکٹر یونس جاوید نے عورت کا جو روپ پیش کیا ہے وہ عورت کے روایتی کردار سے بہت منفرد ہے۔یہاں عورت اپنے استحصال ظالمانہ اور منفی رویوں کے باوجود سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔عورت کو چاہے کسی بھی پیشہ و قماش سے ہو ڈاکٹر یونس جاوید اسے خود مختار دیکھنا چاہتے ہیں۔فریدہ شاہ کی اپنی ایک آزادانہ رائے ہے جس کا برملا اظہار کرنے پر وہ قادر ہے۔مثلاً افسانے میں فریدہ شاہ اپنی مالی مجبوریوں کے سبب جنسی و جذباتی استحصال کا شکار ہوتی ہے۔جسم فروشی کے سلسلے میں بھاؤ تاؤ کرتے ہوئے عزت نفس کے مجروح ہونے کے حوالے سے افسانے میں وقتاً فوقتاً مختلف مقامات پر وہ عورت کے سماج استحصالی رویے کے متعلق کہتی ہے کہ

> تم ایک عورت کو اپنی دسترس میں کرنا چاہتے ہو۔۔۔تم لوگ محبت بھی عورت کے ایثار و قربانی کے بل بوتے پر کرنے کے عادی ہو۔۔۔تم جیسے تو چاہتے ہیں کہ فرنیشڈ فلیٹ بھی عورت کی ملکیت ہو اور سپردگی بھی۔۔ تم ہر دوسرے مرد کی طرح تنگ نظر اور کم ظرف ہو۔تم صرف عورت پر قبضہ کر لینے والے کمزور مرد ہو۔''(۶)
>
> بیس سال کی لڑکی ہو یا چالیس سال کی عورت ۔۔۔ہر مرد اسے دستیاب سمجھتا ہے ۔۔۔اگر سیپریشن کا عبوری دور ہو۔۔۔یا کوئی بیوہ تو عورت کے ماتھے پر ایک ہی لیبل چسپاں کر دیا جاتا ہے،، Available, Available (۷)

اسی طرح کے تلخ سماج رویئے بلخصوص پدرانہ معاشرے کا بہترین اظہار افسانہ ''عزت نفس کیلئے'' میں زہرہ محبوب کچھ اس انداز سے کرتی ہے کہ

آج کا مرد؟ ''مضطرب مگر غیر عورت کے لئے بھیڑیا۔ دن ہو تو راہ چلتی عورت پر ایکس ریز نگاہوں سے حملہ کرنے والا درندہ۔ اندھیرا ہو تو پاگل کتا۔'' رک کر وہ بولی۔ ''اگر رقم جیب میں ہو تو ہزاروں لاکھوں روپے سے خریدا ہوا چشمہ پہن کر ہوٹلوں میں عورتوں کو برہنہ دیکھنے کا شوقین۔۔۔ مگر بزدل جانور۔(۸)

مندرجہ بالا اقتباسات یونس جاوید کے بہت عمدہ تاثیری بیانیے ہیں جو ان کے تجربات، مشاہدات یا جذبوں کے متعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ معلومات ہیں۔ انہوں نے انسانی فطرت میں موجود مثبت اور منفی رجحانات اور رویوں کو بیان کیا ہے۔ مردوں کی تحریریں عورت کے حقیقی مسائل کو پیش نہیں کر سکیں بلکہ عورت کی ظاہری صورت اور مرد کی اس سے وابستہ توقعات کو پیش کرتی رہیں۔ جبکہ یونس جاوید نے نہ صرف عورت کے جذبات کی درست ترجمانی کی بلکہ ان کے ہاں عورت کا تصور یکسر مختلف ہے وہ اسے بغیر صنفی تخصیص کے ایک نارمل انسان کے طور پر پیش کرتے ہیں جس کے اندر خوشی، غمی، عزت نفس، حسد رقابت، انتقام وغیرہ جیسے تمام جذبے بہ عین موجود ہیں۔ بقول ڈاکٹر سعادت سعید

> یونس جاوید کے بیشتر افسانوں میں عورت پر سماجی دباؤ کے خلاف رد عمل ظاہر کیا گیا ہے۔ عورت کو کھلونا سمجھنا یا عورت کا مجبوری کی حالت میں کھلونا بننا دونوں قسم کے موضوعات کو انہوں نے باریک بینی سے کھنگالا ہے۔۔۔''(۹)

وہ روایتی تصور کے برعکس جذباتی، معاشی مجبوریوں پریشانیوں سے گھبراتی انہیں بلکہ مایوس ہونے کے بجائے آسودہ زندگی کی تلاش میں منہمک ہے۔ یونس جاوید نے مرد اور عورت کو بحیثیت انسان دیکھا اور سمجھا ہے۔ یونس جاوید نے عورت کا تصور سٹیریو ٹائپ نہیں بلکہ اسے سماج بغاوت کردار کی صورت میں پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر یونس جاوید کے ہاں عورت زندگی کے مسائل جن میں خانگی، جذباتی، معاشی و معاشرتی وغیرہ سے عمدہ طریقے سے نمٹتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر یونس جاوید کے افسانوں میں عورت کی نفسیات کا عمیق مشاہدہ پیش کیا گیا ہے۔ بحیثیت مرد افسانہ نگار ان کے ہاں تصور عورت روایتی نہیں نظر آتا یعنی جو مرد معاشرہ چاہتا ہے۔ ڈاکٹر یونس جاوید نے عورت کی جائز و ناجائز حرکتوں اور اخلاقی پامالی کو بھی منصفانہ نظروں سے دیکھا ہے۔ ان کی توجہ ان تمام حالات و واقعات پر جمی رہتی ہے جو دراصل عورت کو ایسا بنا دیتے ہیں۔ مثلاً ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ

"ڈیئر مراد! میں بنک میں مردوں کے درمیان کام کرتی ہوں۔ مجھے زندہ رہنا ہے ۔۔۔خوش رہنا ہے۔۔۔ بچوں کو سہارا دینا ہے۔۔۔ رک کر اس نے کہا" میں جینا چاہتی ہوں" عزت اور خوشدلی سے۔ایسے میں اظہار عشق بھی کرنا پڑتا ہے۔ جھوٹ موٹ کا یہ زخم، کیا خیال ہے مجھے چھلنی نہیں کرتا؟۔۔۔ کرتا ہے۔۔۔ مگر مجھے عزت نفس کو بچانا ہے ۔۔۔ سلیقے سے ۔لہذا محبت کے بعض کھیلوں میں جھوٹ کی آخری حد تک جرأت کا مظاہرہ بھی کرنا پڑتا ہے مجھے۔۔۔سنا"(۱۰)

اسی قسم کے خیالات کا اظہار افسانہ "مکمل دن" میں راشدہ کرتی ہے جو جذبات واحساسات سے بھرپور جیتی جاگتی عورت ہے۔جو چاہے جانے کی شدید خواہش رکھتی ہے۔جو فلرٹ تو کرتی ہے مگر اپنے دل کے دروازے کسی مرد کے لیے نہیں کھولتی ہے۔جیسا کہ وہ ایک مقام اپنے چاہے والے کی محبت کا جواب کچھ اسطرح سے دیتی ہے کہ

چار سالہ رفاقت کے بعد تو تم نے دل کے کواڑ کھول کر مجھے اندر بلایا تھا۔۔۔ مجھے یاد نہیں۔وہ بات کاٹ کر بولی۔"۔۔۔ایک ایک سانس اور سانسوں میں تمہاری بے چینی ۔۔۔کرب"۔۔۔ کرب تو کوئی نہیں۔۔۔ میں تو خوش رہنا چاہتی ہوں اور خوش رہتی ہوں۔مجھے کوئی کرب نہیں۔۔۔ میری نگاہ تو ہر اچھی چیز، ہر خوبصورت چہرے اور مرد پر ذرا کی ذرا رکتی ہے پھر میں بور ہو جاتی ہوں۔۔۔ جیسے کہ اب، میں ورائٹی پسند ہوں نا!"(۱۱)

مندرجہ بالا اقتباس کی ذیل میں اگر دیکھا جائے تو بظاہر عورت مضبوط اعصاب کی حامل ہونے کے باوجود کس طرح اس کا باطنی کرب، ذہنی کیفیات، آزادی میں قید، مشرقی عورت کے مسائل ملتے ہیں۔مرد کی نسبت عورت میں جبلتوں کا ارتکاز کہیں زیادہ ہوتا ہے اس کی ساری توجہ ایک ہی چیز پر جم کر رہ جاتی ہے۔دوسری چیزیں نظر سے غائب ہو جاتی ہیں۔عورت کا ارادہ مرد سے کہیں زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ایک مرتبہ اگر کسی چیز کا ارادہ کر لے تو اس کو انجام تک پہنچا کر دم لیتی ہیں۔ڈاکٹر یونس جاوید کے ہاں تصور عورت انتقامی نوعیت کا حامل نظر آتا ہے مثلاً افسانہ "بند گلی"، "پس دیوار زنداں"، میں ہوں شکست کی آواز"۔ "نامہربان لمحہ"، "میں محبت کرتا ہوں"، "وغیرہ میں مرد کا استحصال ہوتا نظر آتا ہے جیسا کہ درحقیقت پدرانہ یا مرداساس معاشرے میں عورت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ڈاکٹر یونس جاوید نے دیکھا یا کہ عورت مجبور و بے بس تو ہو

سکتی ہے مگر اس کے دل میں جب انتقام کی آگ بھڑکنے لگ جائے تو وہ ہر چیز کو راکھ بنانے کی طاقت بھی رکھتی ہے۔ڈاکٹر سعادت سعید یونس جاوید کے افسانوں میں عورت کے مرد استحصال کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

> عورت مرد کا باقاعدہ استحصال کرتی نظر آتی ہے اور اسے انہیں چکنی چپڑی باتوں سے بہلاتے اور پھسلاتے ہوئے اپنا اصل چہرہ دکھاتی ہے۔ چنانچہ ان حوالوں سے افسانہ نگار کا یہ مقصد اور نقطہ نظر سامنے آتا ہے معاشرے میں عورت کو محض ایک جسمانی وبدنی تصور کے حوالے سے دیکھتے ہوئے اس کی صلاحیتوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔اور نتیجتا اس کے منفی اثرات معاشرے پر ثبت ہوتے ہیں۔جو معاشرتی رویوں کو صحت مندانہ رجحانات کے بجائے پستی اور ابتذال کی طرف گھسیٹ کر لے جاتے ہیں۔"(۱۲)

ڈاکٹر یونس جاوید کے افسانوں میں عورت ہر شعبہ میں متحرک اور مکمل حیثیت رکھتی ہے۔ڈاکٹر یونس جاوید کو اگر عورت کا افسانہ نگار کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔ان کے ہاں عورت کسی بھی جبر، ظلم وزیادتی، لاچاری اور بے بسی کے خلاف سراپا احتجاج نظر آتی ہے۔ مثلاان کے افسانے "آنکھوں کو اب نہ ڈھانپ" میں ایک ایسی عورت "خالہ انوری" کو دیکھا یا گیا ہے جس کی سرشت میں محبت پائی جاتی ہے۔اگرچہ وہ خود بے اولاد ہے لیکن ممتا اس کے وجود میں رچی بسی ہوئی ہے۔چاہے کوئی انسان، جانور یا پرندہ ہے سب کو اس کی آغوش محبت میں سکون ملتا ہے۔جب افسانے میں خالہ انوری کے شوہر نے اس کی بے لوث محبت پر بانجھ پن کا جملہ کسا تو اس سے وہ تلملا اٹھیں اور کہنے لگیں کہ

> جادو ٹوٹکوں اور ٹونوں میں خواہ دوسرے کا بچہ ہی کیوں نہ قتل کرنا پڑے بانجھ عورتیں ---کر گزرتی ہیں---" "بانجھ ، بانجھ ، بانجھ" خالہ پھٹ پڑیں---"نہیں ہوں میں بانجھ---"پورے زور سے وہ چلا اٹھیں تھیں۔"میں مکمل عورت ہوں---پوری---اور باکمال---سنا تم نے---؟(۱۳)

یونس جاوید نے اپنے افسانہ "رسائی نارسائی" میں بیوہ مفلس عورت کے جذبات واحساسات کو بہترین عکاسی کی ہے۔اسی طرح افسانہ "سبز آنکھوں والی لڑکی" میں انہوں نے عورت و مرد کی صنفی تقسیم کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ دنیا کی نظر میں مرد اور عورت کے رویے میں جو اصل فرق ہے وہ دراصل روپے پیسے کی وجہ سے ہے۔پیسہ ایسی چیز ہے جو ضمیر

سلانے کا کام کرتا ہے۔افسانہ ''لیکن''میں عورتوں کی بے کسی و مجبوریوں اور مرد کی مظلومیت کا بیان ہے۔مرد استحصالی نقطہ نظر کو ایک کردار ڈاکٹر ثمینہ کے ذریعے ایسے بیان کرتے ہیں کہ

> ''عورت آدم کی پسلی سے پیدا کی گئی۔''۔۔۔وہ ٹوٹ سکتی ہے۔۔۔سیدھی نہیں ہو سکتی۔۔۔مرد کی ذات سے پیدا ہونے والے خلا کو بھی وہی پر کرتی ہے،اسے جینا سکھاتی ہے۔۔۔وہ کسی ایک مرد پر اکتفا نہیں کر سکتی۔سوائے جبر کے۔بے وفائی اس کی سرشت میں ہے اور بے وفا عورتیں پتہ نہیں کیوں مردوں کو پسند بھی ہیں''۔۔۔خدا کے لیے ڈاکٹر ثمینہ۔۔۔آپ عورت کی نہیں۔۔۔میری توہین کر رہی ہیں۔''(۱۴)

مندرجہ بالا اقتباس میں جنسی آسودگی و ناآسودگی کے پیچ در پیچ اور تہہ در تہہ نمونے ملتے ہیں جو مطالعہ نفسیات اور مشاہدہ دونوں کا نتیجہ ہیں۔بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بحیثیت مرد افسانہ نگار یہاں یونس جاوید غیر ارادی طور پر تعصب کا شکار ہو گئے ہیں۔اور عورت کے متعلق ایسا تصور عورت کی ہی زبان سے پیش کیا جو کہ در حقیقت ہمارے طبقاتی معاشرے میں مرد کا عورت کے متعلق ہوتا ہے لیکن یہ تصور ایک مفروضے سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا ہے۔یونس جاوید کے نزدیک عورت کا جو تصور ہے اس کی تفہیم کچھ اس طرح سے کی جا سکتی ہے کہ وہ عورت کے معاشرتی مقام و مرتبہ کے تناظر میں اس کی ریاکاری، منافقت، دوہرا پن، بے وفائی کو بیان کر کے قارئین کو اس در پردہ حقیقت، اسباب و محرکات سے روشناس کروانا چاہتے ہیں جو عورت کی ان تمام جائز و ناجائز حرکات و سکنات کا موجب بنتے ہیں۔مجموعی طور پر ان کے افسانوں میں ایک ایسی عورت ابھرتی نظر آتی ہے جس میں عورت کی روح سماجی ذلت و دھتکار اٹھانے کے باوجود زندہ رہتی ہے۔ڈاکٹر یونس جاوید افسانوں میں عورت کا ایسا کردار پیش کرتے ہیں کہ اس سے بالواسطہ طور پر مرد کی حقیقت بے نقاب ہوتی چلی جاتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ گورڈن چائلڈ، تاریخ میں کیا ہوا (ترجمہ)، ۱۹۸۷ء، کراچی، ص ۷۱، ۷۰

۲۔ فہمیدہ ریاض، فیمنزم اور ہم، مرتبہ فاطمہ حسن، ۲۰۰۵ء، کراچی: وعدہ کتاب گھر، ص ۳۴

۳۔ اعجاز الرحمن، تانیثیت اور قراۃ العین حیدر کے نسوانی کردار، ۱۹۹۵ء، دہلی، عرشیہ پبلیکیشنز، ص ۹

۴۔ گلزار جاوید، براہ راست، ماہنامہ ''چہار سو''، جنوری، فروری، ۲۰۱۶ء، راولپنڈی، ص ۱۷

۵۔ سعادت سعید، ڈاکٹر، پرتاثیر بیانیوں کا طلسم، ماہنامہ ''چہار سو''، جنوری، فروری، ۲۰۱۶ء، راولپنڈی، ص ۴۲
۶۔ یونس جاوید، ڈاکٹر، میں ایک زندہ عورت ہوں، ۲۰۰۴ء، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، ص ۱۶، ۱۵
۷۔ ایضاً، ص ۳۵
۸۔ ایضاً، ص ۶۱
۹۔ سعادت سعید، ڈاکٹر، پرتاثیر بیانیوں کا طلسم، ماہنامہ ''چہار سو''، جنوری، فروری، ۲۰۱۶ء، راولپنڈی، ص ۳۵
۱۰۔ یونس جاوید، ڈاکٹر، میں ایک زندہ عورت ہوں، ۲۰۰۴ء، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، ص ۲۴
۱۱۔ ایضاً، ص ۷۶۔۷۵
۱۲۔ سعادت سعید، ڈاکٹر، پرتاثیر بیانیوں کا طلسم، ماہنامہ ''چہار سو''، جنوری، فروری، ۲۰۱۶ء، راولپنڈی، ص ۴۳
۱۳۔ یونس جاوید، ڈاکٹر، میں ایک زندہ عورت ہوں، ۲۰۰۴ء، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، ص ۹۰
۱۴۔ ایضاً، ص ۱۷۶